97642 _ شادى مسيار اور خاوند كا ايك سے زائد شادياں كرنے پر بيوى كا صبر كرنے كا اجروثواب

سوال

كيا مسيار شادى يہ ہے كہ بيوى اپنے حقوق چھوڑ دے، ميرے خاوند نے تين شادياں كر ركھى ہيں، اور وہ ہمارے درميان عدل نہيں كرتا اور كہتا ہے كہ مسيار شادى ميں تمہارے درميان عدل نہيں ہے.
اور كيا ايك سے زائد شاديوں پر صبر كرنے پر مجھے اجر ہوگا، اگر نہيں تو ميں اس سے طلاق لے لوں، يہ علم ميں رہے كہ ميں اس كى پہلى بيوى اور اس كے بچوں كى ماں ہوں، كيا ہم عورتوں كو اس تكليف اور اذيت پر صبر كرنے ميں اجروثواب حاصل ہو گا ؟

پسندیدہ جواب

الحمد لله.

اول:

صحيح نكاح ہونے كے ليے اس ميں سب اركان اور شروط كا ہونا ضرورى ہے جو يہ ہيں:

خاوند اور بيوى كى تعين اور ان كى رضامندى، اور ولى كى موافقت، اور عقد نكاح ميں ولى كى موجودگى، اور دو گواہوں كا ہونا يا پھر نكاح كا اعلان كرنا...

اس سب كى تفصيل سوال نمبر (2127) كے جواب ميں بيان ہو چكى ہے آپ اس كا مطالعہ كريں.

دوم:

مسيار شادى اس وقت صحيح ہوگى جب اس ميں عقد نكاح كى شروط اور اس كے اركان پائے جائيں، اور اس شادى كى صورت دور قديم ميں موجود ہے، اس ميں خاوند بيوى كے ليے شرط ركھتا ہے جو اس سے شادى كى رغبت ركھے وہ اس اور دوسرى بيويوں كے مابين برابرى كے ساتھ راتوں كى تقسيم نہيں كريگا، يا پھر وہ اس كے اخراجات كا ذمہ دار نہيں، يا اس كى رہائش كا ذمہ دار نہيں.

اور يہ بھی شرط رکھ سکتا ہے کہ رات کی بجائے وہ اس کے پاس دن کو آئيگا، جسے النھاريات یعنی دن والياں کا نام ديا جاتا ہے، اور يہ بھی ہو سکتا ہے کہ عورت ہی اپنے حقوق سے دستبردار ہو جائے، ہو سکتا ہے وہ عورت مالدار ہو اور اس کے پاس رہائش بھی ہو اس ليے وہ اس سے دستبردار ہو جائے.

اور يہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ رات کی بجائے دن پر راضی ہو جائے، اور يہ بھی ہو سکتا ہے وہ اپنی سوکنوں کے ايام سے کم ايام پر راضی ہو جائے، اور ہمارے دور ميں يہی مشہور ہے.

دونوں طرف سے ان حقوق سے دستبردار ہونا نکاح کو حرام نہيں کرتا، اگرچہ بعض اہل علم نے اسے ناپسند کيا ہے، ليکن شروط اور ارکان کے اعتبار سے يہ جواز سے خارج نہيں ہوتا.

مصنف ابن ابی شيبہ ميں حسن بصری اور عطاء بن ابی رباح سے مروی ہے کہ وہ دونوں دن والياں " النھاريات " سے شادی کرنے ميں کوئی حرج نہيں سمجھتے تھے "

ديکھيں: مصنف ابن ابی شيبۃ (3 / 337).

اور عامر الشعبی سے مروی ہے ان سے ايك شخص کے متعلق دريافت کيا گيا کہ جس کی بيوی ہو اور وہ ايك دوسری عورت سے شادی کرے تو اس کے ليے ايك دن کی شرط رکھے اور دوسری کے ليے دو دن کی تو اس کا حکم کيا ہو گا ؟

انہوں نے جواب ديا: اس ميں کوئی حرج نہيں " انتہی

ديکھيں: مصنف ابن ابی شيبۃ (3 / 338).

سابقہ مرجع ميں بيان کيا گيا ہے کہ اسے محمد بن سيرين اور حماد بن ابی سليمان اور امام زہری نے ناپسند کيا ہے، اور ہمارے معاصر علماء ميں سے اکثر نے اس کی اباحت کا فتوی ديا ہے.

شيخ ابن باز رحمہ اللہ سے دريافت کيا گيا:

مسيار شادی کے بارہ ميں آپ کی کيا رائے ہے، يہ شادی اس طرح ہوتی ہے کہ آدمی دوسری يا تيسری يا چوتھی شادی کرے اور اس بيوی کی کچھ ضروريات ہوں جس کی بنا پر وہ اپنے والدين کے پاس ان کے گھر ميں رہتی ہو، اور خاوند مختلف اوقات ميں اس کے پاس جايا کرے جو دونوں کے حالات کے مطابق ہو، اس طرح کی شادی ميں

شريعت كا حكم كيا ہے ؟

شيخ رحمہ اللہ كا جواب تھا:

" جب اس ميں معتبر شرعى نكاح كى شروط پائى جائيں اور وہ شروط ولى كى موجودگى اور خاوند اور بيوى كى رضامندى اور عقد نكاح كے وقت دو گواہوں كى موجودگى، اور خاوند اور بيوى كا موانع سے سليم ہونا؛ اس كى دليل نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا يہ فرمان ہے:

" شروط پورے كرنے ميں شروط كو پورا كرنے كى وہ شرط حقدار ہيں جن سے تم شرمگاہ كو حلال كرتے ہو "

اور ايك حديث ميں نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا فرمان ہے:

" مسلمان اپنى شرطوں پر قائم رہتے ہيں "

چنانچہ جب خاوند اور بيوى اس پر متفق ہوں كہ عورت اپنے گھر والوں كے پاس ہى رہےگى، يا پھر تقسيم رات كى بجائے دن ميں ہو گى، يا پھر معين ايام يا معين راتوں ميں ہوگى تو اس ميں كوئى حرج نہيں، ليكن شرط يہ ہے كہ نكاح اعلانيہ ہو خفيہ طريقہ سے نہ كيا جائے "

ديكھيں: فتاوى علماء بلد الحرام (450 - 451).

ليكن جب اكثر لوگوں نے اس كا غلط استعمال كرنا شروع كر ديا تو جن علماء نے اس كے جواز كا فتوى ديا تھا وہ اس ميں جواز كے قول سے توقف اختيار كرنے لگے، ان ميں سب سے اوپر شيخ عبد العزيز بن باز اور شيخ ابن عثيمين رحمہما اللہ شامل ہيں.

شيخ عبد العزيز بن باز رحمہ اللہ سے درج ذيل سوال كيا گيا:

مسيار اور شرعى شادى ميں كيا فرق ہے ؟ اور مسيار شادى ميں كن شروط كا پايا جانا ضرورى ہے ؟

شيخ رحمہ اللہ كا جواب تھا:

" ہر مسلمان شخص كو شرعى شادى كرنى چاہيے، اور اسے اس كے خلاف كام كرنے سے اجتناب كرنا چاہيے، چاہے اسے زواج مسيار كا نام ديا جائے يا كوئى اور، شرعى شادى كى شروط ميں اعلان شامل ہے، اس ليے اگر خاوند

اور بیوی نے اسے چھپایا تو یہ صحیح نہیں؛ کیونکہ یہ اور جو حال بیان کیا گیا ہے وہ زنا سے زیادہ مشابہ ہے " انتہی

دیکھیں: فتاوی الشیخ ابن باز (20 / 431 - 432).

حقیقت یہ ہے کہ یہ نکاح معاشرے میں غیر شادی شدہ اور شادی کی عمر سے زیادہ عمر میں پہنچ جانے والی عورتوں کے لیے اسلامی معاشرے میں بہت ساری مشکلات کا حل ہے، چنانچہ آدمی نہ تو عورتوں میں تقسیم کی استطاعت رکھتا ہے، یا پھر دو بیویوں پر اخراجات نہیں کر سکتا، اور پھر بہت ساری عورتیں ایسی ہیں جن کے پاس مال بھی ہے اور رہائش بھی اور وہ اپنے نفس کو عفت عصمت میں رکھنا چاہتی ہے، چنانچہ ہفتہ کے کسی بھی دن یا پھر مہینہ میں کچھ ایام خاوند اس کے پاس آتا ہے.

اور ہو سکتا ہے اللہ عزوجل ان میں محبت و الفت اور حسن معاشرت پیدا کر دے، اور اچھے حالات بن جائیں جن کی بنا پر اس مرد کی اس عورت سے شادی سے اس کی حالت بدل کر پہلے سے بہتری میں تبدیل ہو جائے، تو وہ عدل و انصاف کے ساتھ تقسیم کرنے لگے، اور اس پر خرچ بھی کرے اور اسے رہائش بھی دے.

اور اس نکاح میں بہت ساری خرابیاں اور مفاسد بھی پائے جاتے ہیں جو کسی پر مخفی نہیں، مثلا خاوند کی وفات کے بعد ترکہ میں اختلاف پیدا ہونا، اور اسے خفیہ رکھنے اور اعلان نہ کرنے میں بہت ساری خرابیاں ہیں.

اور پھر کچھ فسادی قسم کے مرد و عورت اس شادی کو غلط کام کے لیے وسیلہ بنا سکتے ہیں، اور وہ آپس میں حرام تعلقات قائم کر کے عزیز و اقارب اور پڑوسیوں کی آنکھوں سے دور رہائش رکھ سکتے ہیں، اور جب انہیں کوئی دیکھے تو وہ کہیں گے یہ شادی مسیار ہے!

ہماری سائل بہن اس کے بعد آپ کے سامنے واضح ہو گیا ہو گا کہ آپ کے خاوند کے لیے جائز نہیں کہ وہ آپ کے حق میں کوتاہی کرے اور آپ کےحقوق پر ظلم کرے؛ کیونکہ آپ کے ساتھ اس نے ان شرائط پر شادی نہیں کی، اور پھر آپ اس کی پہلی بیوی ہیں.

اور اگر رات بسر کرنے میں کوئی نقص ہے تو وہ دوسری بیویوں کے پاس ہو نہ کہ آپ کے پاس، اس نے جس بیوی سے شادی مسیار کر رکھی ہے اس کا حق نفقہ یا رہائش یا رات بسر کرنے کا حق ساقط ہوگا (جیسا کہ ان کے مابین اتفاق ہوا ہو) اور اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ آپ پر ظلم کرتے ہوئے اپنے دن رات ان بیویوں کے پاس گزارے، اور خاص کر جب آپ اپنے حقوق سے دستبردار نہیں ہوئیں.

سوم:

آدمى كا دوسرى بيوى كے ساتھ شادى كرنے كا سبب بعض اوقات تو خاوند ہوتا ہے، اور بعض اوقات بيوى سبب بنتى ہے، كيونكہ ہو سكتا ہے خاوند شديد قوى شہوت كا مالك ہو اور اسے ايك بيوى كافى نہ ہو، اور بعض اوقات ہو سكتا ہے كسى علاقے ميں اس شخص كا سفر بہت زيادہ ہوتا ہو، اس ليے اسے اپنے آپ كو محفوظ ركھنے اور خدمت كے ليے بيوى كى ضرورت ہو.

اور بعض اوقات اس شادى كا سبب عورت كى جانب سے ہوتا ہے؛ وہ اس طرح كہ گھر كى صفائى اور ترتيب ميں كوتاہى كرتى ہے، اور اولاد كى ديكھ بھال صحيح نہيں كرتى، اور اپنے خاوند كے ليے بن سنور كر نہيں رہتى، اگر تو يہ دوسرا سبب ہے تو آپ اپنے نفس كى طرف رجوع كريں، اور اس خلل اور كمى و كوتاہى كو تلاش كريں، جو آپ خاوند كے ليے دوسرى شادى كرنے كا باعث بنا ہے.

اور اگر پہلا سبب ہو تو آپ كو صبر و تحمل كا مظاہرہ كرنا چاہيے، اور شريعت اسلاميہ ميں صبر كا بہت زيادہ مقام و مرتبہ ہے، اور اللہ كى اطاعت و فرمانبردارى پر ، اور اللہ كى معصيت و نافرمانى سے ركنے پر صبر كرنے والے شخص، اور اللہ عزوجل كى تقدير پر صبر و تحمل كا مظاہر كرنے والى عورت كے ليے اللہ عزوجل كے كے ہاں بغير حساب عظيم اجروثواب ہے:

جيسا كہ اللہ سبحانہ و تعالى كا اراشاد ہے:

" نہيں سوائے اس بات كے صبر كرنے والوں كو بغير حساب كے اجروثواب پورا ديا جائيگا " الزمر (10).

اگر آپ اپنى ازدواجى زندگى ميں اللہ كا تقوى اور ڈر اختيار كرتى ہيں، اور خاوند كے حقوق كا خيال ركھيں، اور اپنى اولاد كى تعليم و تربيت اور ديكھ بھال اچھى كريں تو آپ كو اللہ عزوجل كى جانب سے عظيم اجروثواب حاصل ہوگا، اور اسى طرح اگر آپ اپنے خاوند كى دوسرى شادى پر بھى صبر كريں تو بھى آپ كو اللہ عزوجل سے عظيم اجروثواب حاصل ہوگا.

مزيد آپ سوال نمبر (21421) كے جواب كا مطالعہ كريں اس ميں اس كى تفصيل بيان كى گئى ہے.

اللہ تعالى سے ہمارى دعا ہے كہ وہ آپ كو صبر اور راضى ہونے كى توفيق دے، اور آپ كى خاوند كو آپ كے ليے صحيح كر دے.

واللہ اعلم .